سوال

(226) میت کی پیشانی پر انگلی سے بسم اللہ لکھنا

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میت کی پیشانی پر انگلی سے بسم اللہ لکھنا اور کوئی متبرک چیز مثلاً غلاف کعبہ کا ٹکڑا کفن پر باندھنا جائز ہے یا نہیں ؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

میت کی پیشانی پر انگلی سے بسم اللہ لکھنا کتاب الہی وسنت رسول واجماع صحابہ وقیاس مجتہدین سے ہرگز ثابت نہیں ہے اور جو ان چار دلیلوں میں سے کسی سے بھی ثابت نہ ہو وہ کام کرنا منع ہے اور اسی طرح کفن پر کوئی چیز لکھنا یا کسی متبرک چیز کا رکھنا بھی جائز نہیں ہے اگر سوال کیا جائے کہ فقہ کیبعض کتابوں سے لکھنا ثابت ہوتا ہے جیسا کہ محمد بن محمد بزازی نے فتاویٰ بزازیہ میں لکھا ہے کہ ''صفار نے کہا ہے ''کہ ''اگر میت کی پیشانی یا پگڑی یا کفن پر عہدنامہ لکھا جائے تو اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو بخش دے اور تاتارخانیہ میں ہے کہ کسی نے اپنے بیٹے کو وصیت کی کہ جب میں مرجاؤں اور غسل دے دیا جائے تو میری پیشانی پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھ دینا چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا پھر خواب میں باپ کو دیکھا اس کا حال پوچھا تو اس نے کہا جب مجھے قبر میں رکھا گیا تو عذاب کے فرشتے آئے جب انہوں نے میری پیشانی اور سینہ پر بسم اللہ لکھی دیکھی تو کہنے لگے تو عذاب سے بچ گیا۔ اور ابراہیم نے صغیری شرح منیہ میں اور علاؤالدین حصکفے نے درمختار میں اور ابن عابدین نے ردالمختار میں بزازیہ کے حوالہ سے اس عبارت کو لکھا ہے اور جواز کا فتویٰ دیا ہے۔ اور ابن عجیل پہلے اس کا فتویٰ دیتے تھے۔ بعدازاں صدقہ کے اونٹوں پر جو لفظ اللہ لکھا جاتا ہے اس پر قیاس کرکے لکھنے کا فتوے بھی دینے لگے اور اسی طرح شرجی کے حوالہ سے بعض محشین نے سینہ پر انگلی سے بسم اللہ اور لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ لکھنا نقل کیا ہے اور یہی فتویٰ محمد اسحاق دہلوی نے مایہ مسائل میں اور مفتاح الجنان وکفایہ شعبی میں درج ہے تو اس سے اس کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ اس کے جواب میں کہتا ہوں کہ اولہ اربعہ میں سے کوئی دلیل بھی مذکورہ کتابوں میں نقل نہیں کی گئی اور اس کی بنا قیاس فاسد پر ہے یا پھر خواب پر قیاس کے متعلق عرض یہ ہے کہ اذکار اور ادعیہ اور ان کی ہیئت کذائی سب توقیفی (جن میں قیاس کو دخل نہ ہو) ہیں ان کو از خود تجویز کرنے اور ان پر اجر مرتب کرنے کا کسی کو بھی حق نہیں ہے یہ حق صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا ہے بعض چیزیں بظاہر دیکھنے میں اچھی معلوم ہوتی ہیں لیکن چونکہ وہ منقول نہیں ہیں لہذا منع ہیں۔ دیکھئے صبح طلوع ہونے کے بعد آنحضرت ﷺ سے صرف دو رکعت سنت ثابت ہیں اب اگر کوئی زیادہ پڑھے تو نا جائز ہوگا حالانکہ نماز فی نفسہ بہت اچھی چیز ہے۔ عیدگاہ میں نفل چونکہ آنحضرت ﷺ سے ثابت نہیں ہیں اگر وہاں نفل پڑھے تو جائز نہ ہوگا۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ سورۃ قل یاایہا الکفرون سے لے کر آخر تک ایک ہی رکعت میں نہ پڑھے کیونکہ یہ بدعت ہے ثابت نہیں ہے اور صدقہ کے اونٹوں پر قیاس کرکے لکھنا قیاس مع الفارق ہے کیونکہ اونٹوں پر جو لکھا جاتا ہے وہ علامت کےلیے لکھا جاتا ہے اور یہاں جو کچھ لکھا جاتا ہے وہ تبرک اور نجات کےلیے لکھا جاتا ہے اور پھر وہاں بے ادبی کا امکان نہیں اور یہاں پیپ وغیرہ میں ملوث ہونے کا یقین ہے۔

پھر یہ دیکھیں کہ بچہ جب پیدا ہوتا ہے تو اس کے کانوں میں اذان کہتے ہیں کہ وہ اس کی زندگی کی ابتداء تھی اسی پر انتہاء کو قیاس کرکے بعض لوگوں نے دفن کے وقت بھی اذان کہنا

شروع کردی تو فقہاء نے اس پر انکار کیا چنانچہ ابن عابدین نے ردالمختار اور ابن حجر نے اپنے فتاویٰ میں اس کو بدعت لکھا۔ عید اور جمعہ کی نماز کے بعد بعض لوگوں نے مصافحہ کرنا شروع کر دیا تو گو مصافحہ فی نفسہ بُری چیز نہیں لیکن فقہاء نے اس کا انکار کیا کیونکہ یہ اس موقع میں ثابت نہیں۔ صلوٰۃ الرغائب کہ جس کو بعض بد عتی لوگوں نے جاری کر دیا ہے اس کے خلاف فقہاء نے آواز اٹھائی۔

باقی رہا خواب کا معاملہ تو نبی ﷺ کی خواب کے سوا کسی کی خواب حجت شرعی نہیں ہے اور اس سے احکام کا استنباط نہیں کیا جاسکتا۔ دیکھئے علامہ کرمانی نے شرح صحیح بخاری میں اس حدیث کے ماتحت کہ ابولہب کی ایک لونڈی ثوبیہ تھی اس نے ابولہب کو آنحضرت ﷺ کی پیدائش کی جب خوشخبری سنائی تو ابولہب نے اس کو آزاد کر دیا۔ پھر ثوبیہ نے نبی ﷺ کو دودھ پلایا جب ابولہب مرگیا تو اس کے گھر والوں میں سے کسی نے اس کو خواب میں دیکھا...الخ۔ اگر کہا جائے کہ اس میں دلیل ہے کہ کافروں کو بھی نیک اعمال نفع دیتے ہیں تو میں کہتا ہوں کہ یہ واقعہ قرآن مجید کی آیت فجعلنا ھباء منثورا کے مخالف ہے۔ حافظ ابن حجر نے بھی ایسا ہی لکھا ہے اور کہا ہے کہ اس حدیث سے دلیل نہیں لی جاسکتی کیونکہ یہ مرسل ہے اس کو عروہ نے بیان کیا ہے اور کسی سے سنی ہے یہ بیان نہیں کرتا اور اگر بالفرض یہ حدیث موصول بھی ہوتی تو ایک خواب ہونے کی وجہ سے اس سے استدلال نہیں کیا جاسکتا۔ قسطلانی بھی یہی کہتے ہیں بلکہ نسفی کی طرح منار میں تو یہاں تک لکھا ہے کہ نبی ﷺ کے علاوہ کسی کا الہام بھی حجت نہیں ہے اور نہ کسی کی خواب حجت ہے۔ باقی یہ جتنی کتابوں کا حوالہ دیا گیا ہے انہوں نے بزازیہ سے نقل کیا ہے اور بزازیہ نے اس پر کوئی شرعی دلیل قائم نہیں کی ہے لہٰذا وہ توجہ دینے کے قابل نہیں۔ ابن صلاح اور صاحب درمختار نے بہت صحیح لکھا ہے کہ خدا تعالیٰ کا نام یا قرآن کی کوئی سورت میت پر یا کفن پر لکھنا تو درکنار۔ روپیہ۔ ملقہ۔ دیوار اور فرش پر بھی نہیں لکھنا چاہیے کیونکہ اس سے بے ادبی کا احتمال ہے اور کفن پر لکھنے میں تو بے ادبی کا یقین ہے پس ایسی صورت میں یہ لکھنا کیسے جائز ہو جائے گا۔

اور کفن میں متبرک شے کا اضافہ کرنے سے متعلق تحقیقی جواب یہ ہے کہ روایات سے ثابت ہے کہ خلفائے راشدین کے زمانہ میں خانہ کعبہ پر غلاف چڑھایا جاتا تھا اور کسی نے اس کا انکار نہ کیا اس سے اتنا تو معلوم ہوتا ہے کہ خانہ کعبہ پر غلاف چڑھانا درست ہے لیکن اس کے بعد اس کو خریدنا یا فروخت کرنا اور دوسرے ممالک میں بطور تبرک لے جانا اس میں علماء کا اختلاف ہے۔ چنانچہ علامہ عینی عمدۃ القاری میں اسی باب کے تحت لکھتے ہیں کہ اس کا بیچنا اور دوسرے ممالک میں لے جانا جائز نہیں ہے اور فضل بن عدلان کا فتویٰ بھی یہی ہے۔ ابن صلاح نے کہا کہ اگر اس کا خریدنا یا فروخت کرنا جائز بھی تسلیم کرلیا جائے تو اس کی فروخت سے جو مال میسر ہو اس کو بیت المال میں داخل کرنا ضروری ہے۔ ازرقی نے بھی لکھا ہے۔ حضرت عباسؓ اور عائشہ صدیقہؓ کا فتوی ہے کہ خانہ کعبہ سے اتر جانے کے بعد جنبی اور حائضہ اس کو پہن سکتے ہیں جو اس کی خرید و فروخت کے قابل ہیں ان کے نزدیک کعبہ کے اترے ہوئے غلاف کا کفن دینا جائز ہے اور متبرک کپڑے کا کفن دینا حدیث سے ثابت ہے۔ چنانچہ عبداللہ بن ابی منافق جب مرگیا تو اس کے بیٹے عبداللہ نے آنحضرت ﷺ سے درخواست کی کہ اپنی قمیص عنایت فرمائیں تاکہ اس میں اس کو کفن دیا جاسکے چنانچہ آپ ﷺ نے قمیص دے دی۔ ایک عورت نے نبی ﷺ کو ایک کپڑا بن کر دیا آپ نے اس کو پہن لیا پھر کچھ مدت کے بعد اس نے حضور سے کپڑا مانگا آپ ﷺ نے دے دیا۔ اس نے اس کپڑے کو اپنے کفن کے لیے رکھ لیا۔ نبی ﷺ کی ایک صاحبزادی فوت ہوئیں تو کفن کے لیے آپ ﷺ نے اپنا تہ بند اتار کر دے دیا۔ ان روایات سے یہ تو ثابت ہوتا ہے کہ متبرک کپڑے میں کفن دینا درست ہے لیکن یہ ثابت نہیں ہوتا کہ مسنون کفن کے بعد اس پر متبرک کپڑے کا اضافہ کیا جائے۔ چنانچہ میت کو پگڑی پہنانے کے خلاف فقہا نے فتویٰ دیا کیونکہ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو تین کپڑوں میں کفن دیا گیا ان میں قمیص اور عمامہ نہیں تھا۔ فتاوے قاضی خان میں ہے کہ کفن تین کپڑے ہیں جن میں ہمارے مذہب کے مطابق پگڑی نہیں ہے۔ بحر الرائق۔ مجتبیٰ۔ تنویر الابصار۔ قہستانی۔ جامع الرموز۔ زاہدی وغیرہ میں بھی اسی طرح ہے۔ تو کفن کے ہمراہ غلاف کعبہ کا ٹکڑا رکھنا ایک زائد چیز ہوگی جو سنت کے خلاف ہے اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے ''جب کوئی قوم کوئی بدعت رائج کرتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے ایک سنت اس قوم سے اٹھا لیتے ہیں تو سنت کا تھام لینا بدعت کے جاری کرنے سے بہتر ہے'' خلاصہ یہ کہ بسم اللہ کا انگلی سے پیشانی پر لکھنا اور غلاف کعبہ کا ٹکڑا کفن پر رکھنا دونوں بدعت ہیں اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو کوئی دین میں کوئی نیا کام جاری کرے جس کے متعلق ہمارا حکم نہیں ہے تو وہ کام مردود ہے'' اور آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا: ''دو چیزیں ہیں۔ کلام اور ہدایت تو بہترین کلام اللہ تعالیٰ کی کلام ہے اور بہترین راستہ رسول اللہ ﷺ کا راستہ ہے۔ تم نئے کاموں سے بچنا کہ بدترین کام نئے کام ہیں اور دین میں ہر نیا کام بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔ واللہ اعلم۔ (سید محمد نذیر حسین)

مسئلہ :

واضح ہو کہ بلند ہونا قبر کا ایک بالشت یا چار انگشت جواز میں داخل ہے اور اسی قدر پستی اس کی اور زیادہ اس سے غیر جائز ہے چنانچہ کتب فقہ و احادیث سے واضح ہے ۔ فی[1] البحر الرائق ویسنم قدر شبر وقیل قدر اربع اصابع وما ورد فی الصحیح من حدیث علی، لاتدع قبرا مشرفا الاسویتہ فمحمول علی ما زاد علی التسنیم انتہی وفی النہر الفائق ویسنم اے یرفع فقیل قدر شبر وقیل قد اربع اصابع لروایۃ البخاری عن سفیان انہ رأی قبرہ علیہ الصلوۃ والسلام مسما وجعلہ فی الظہیریۃ وجوبا قدر شبر انتہی وکذا فی فتاویٰ العالمگیریۃ والزیلعی والعینی ۔ پس اس سے معلوم ہوا کہ تسنیم مستحب ہے اور غیر تسنیم مستحب نہیں ۔ واللہ اعلم بالصواب ۔ حررہ السید شریف حسین عفی عنہ ۔ (سید محمد نذیر حسین)

مسئلہ :

واضح ہو کہ بلند ہونا قبر کا ایک بالشت یا چار انگشت جواس میں داخل ہے اور اسی قدر پستی اس کی اور زیادہ اس سے غیر جائز ہے چنانچہ کتب فقرہ و احادیث سے واضح ہے :

(ترجمہ عربی عبارت) ''بحر الرائق میں ہے کہ قبر ایک بالشت یا چار انگل کوہان نما ہو، صحیح بخاری میں جو حضرت علیؓ کی روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جس قبر کو بلند دیکھو برابر کردو۔ اس سے مراد وہ قبر ہے جو ایک بالشت سے زائد ہو۔

اور النہر الفائق میں ہے کہ کوہان نما ہو، یعنی بلند ہو، بعض کہتے ہیں ، چار انگل کے برابر ہو ، کیونکہ بخاری میں حضرت سفیان سے ہے ، وہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی قبر کوہان نما تھی ۔ ظہیریہ میں اسے واجب اور مجتبیٰ میں مندوب لکھا ہے ، یہی درمختار میں ہے ۔ ظہیریہ میں بالشنت کا وجوب لکھا ہے ۔ اسی طرح عالمگیری زیلعی اور عینی میں ہے ۔''

---

[1] اور قبر کوہان نما بنائی جائے اور بقدر ایک بالشت یا چار انگل کے برابر رکھی جائے حضرت علیؓ کی حدیث میں ہے کہ میں جس قبر کو بلند دیکھوں اس کو برابر کردوں ۔ برابر کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اس کو ایک بالشت کے برابر کوہان نما بنا دوں اور خود نبی ﷺ کی اپنی قبر بھی کوہان نما ہے جیسا کہ بخاری ۔ ظہیریہ ۔ مجتبیٰ ۔ درمختار ۔ عالمگیری زیلعی عینی میں ہے ۔ واللہ اعلم ۔

فتاوی نذیریہ

جلد01 ص700

محدث فتویٰ